شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی کی عربی تحریروں کا ایک جائزہ

پروفیسر زبیر احمد فاروقی

شاہ ہمدان میر سید ہمدانی فارسی زبان وادب کے ایک بلند پایہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ عربی زبان وادب پر بھی یکساں قدرت رکھتے تھے۔ انکی عربی تحریریں، جو زیادہ تر رسائل سے عبارت ہیں، ان کے پختہ اسلوب انشاء پر دلالت کرتی ہیں۔ فارسی کی طرح ان تحریروں کے موضوعات بھی عام طور پر تفسیر قرآن، حدیث، اخلاق، تصوف، اصلاحِ باطن اور حکمت ہیں۔ یہ تحریریں زیادہ تر مخطوطات کی شکل میں ایران اور دوسرے ممالک کے کتب خانوں میں موجود ہیں، اور ان کی اشاعت کے سلسلہ میں میری ناقص معلومات کے مطابق ابھی تک سنجیدگی کے ساتھ کوشش نہیں کی گئی ہے۔ اس مختصر جائزے میں ان کی کچھ اہم عربی تحریروں اور ان کے مضامین پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں بیشتر معلومات ڈاکٹر پرویز اذکائی کی تصنیف ''عروج اسلام اور ایران صغیر''[۱]، نور الدین جعفر بدخشی کی تصنیف ''خلاصۃ المناقب'' بہ تصحیح ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر (مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد) اور ڈاکٹر محمد ریاض کی تصنیف ''احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی'' (مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد) سے ماخوذ ہیں۔

موضوعات کے اعتبار سے ہم میر سید علی ہمدانی کی عربی تحریروں کو چار بڑے زمروں میں تقسیم کر سکتے ہیں: تفسیر، حدیث، تصوف اور ادب۔ ان میں تصوف کا دائرہ نسبتاً زیادہ وسیع ہے، اس لئے کہ اخلاقیات، ادعیہ اور اوراد جیسے مضامین بھی اس ذیل میں آتے ہیں۔

آپ کی عربی تحریروں میں رسالہ ''**الانسان الکامل یا الروح الاعظم**'' اپنے موضوع اور اسلوب کی بنا پر امتیازی اہمیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے مطابق اس کا ایک قلمی نسخہ لندن کے کتب خانے میں موجود ہے۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ اس کا عکس جامعہ ملیہ اسلامیہ لائبریری میں موجود ہے، مگر اس تک میری رسائی نہیں ہوسکی۔ اس رسالہ میں، جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے، انسان کامل کے اوصاف وکمالات کی طرف جسے 'الروح الاعظم' کا نام دیا گیا ہے، اشارہ کیا گیا ہے۔ رسالہ کی ابتدا خدا

کی حمد و ثنا سے ہوتی ہے اور اسکے بعد آں حضرتؐ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: ''**انا من اللّٰہ والمؤمنین منّی**'' (میں اللہ سے ہوں او رمومنین مجھ سے ہیں)۔ انسان کامل کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ انسان کامل وہ ہے جو کامل ترین انسان یعنی حضرت محمدؐ کی تقلید کے ذریعہ انسانیت کے اعلیٰ ترین مقام تک پہنچے۔ اس سلسلہ میں میر سید علی ہمدانی نے رسولؐ اور اہل بیتؑ رسولؐ کی پیروی اور محبت کی اہمیت کو نمایاں کرتے ہوئے، حضورؐ کا یہ قول نقل کیا ہے:''**لا یدخل الجنة اقوام افئدتهم مثل افئدة الطیر**'' جنت میں وہ لوگ داخل نہیں ہونگے، جن کے قلب پرندوں کے قلب ۲؎ جیسے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جنت دراصل حضورؐ کا قلب ہے اور جس نے اہل بیتؑ سے محبت کی وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ اسی طرح حضرت علیؑ کے قول''**هذا کتاب اللّٰه الصامت وانا کتاب الله النّاطق**'' (یہ خدا کی خاموش کتاب ہے اور میں خدا کی بولتی ہوئی کتاب ہوں) کو اس بات پر استشہاد کے لئے پیش کیا گیا ہے کہ اعلیٰ مقام تک آپ کی رسائی صرف پیروی رسولؐ کے طفیل میں ممکن ہوئی۔

اس کے علاوہ رسالہ میں فلسفہ وحدت الوجود کی طرف بھی کافی اشارے ملتے ہیں اور آپ کے نزدیک انسان اسی وقت کامل ہوسکتا ہے جب 'موتوا قبل ان تموتوا'' ۳؎ کے مصداق 'اتصال بحق' کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرلے۔

تصوف کے موضوع پر لکھے گئے دیگر رسائل میں فقراء اور مساکین کے اوصاف سے متعلق دورسالے''صفة الفقراء'' اور''فی فضل الفقر وبیان حالات الفقراء'' کے عنوان سے مشہور ہیں، جن میں آیات قرآنی، احادیث رسولؐ اور اقوال صوفیہ سے استشہاد کرتے ہوئے فقراء اور اولیاء اللہ کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں ۔ یہ عبارت ملاحظہ ہو:

" الفقر حلیة الانبیاء ولاس الاولیاء وشعارالاصفیاء ورداء الاتقیاء و منیة الصّادقین ومطلب الزّاهدین ومقصد الصالحین وبرهان السّالکین و عنوان العارفین ونهجة الحبین وبهجة المشتاقین ودأب المؤمنین وزین المحققین وشین المنافقین"

(فقر انبیاء کا زیور ہے، اولیاء کا لباس، اصفیاء کا شعار، پرہیزگاروں کی چادر، اہل صدق کی آرزو، زاہدوں کا مقصود، اہل محبت کا راستہ، اہل اشتیاق کے لئے سرور، مومنوں کی عادت، اصل محقق کی زینت اورمنافقین کے لئے باعث عار ہے۔)

اہل سلوک کے اوصاف کے بیان میں آپ نے ایک رسالہ'' طالقانیہ'' کے نام سے چھوڑا ہے ۔

یہ بھی ایک قلمی نسخہ ہے اور کاتب نسخہ کے مطابق طائقان ایک جگہ کا نام ہے، جو رشت اور قزوین کے درمیان واقع ہے۔ میر سید علی ہمدانی کا وہاں سے گزر ہوا تھا۔ ابتدا میں اس کے موضوع کے بارے میں جو عبارت ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسالہ آپ نے اہل طائقان کے لئے لکھا تھا اور اس میں سالکان اہل دین کے لئے ضروری شرائط اوصاف بیان کئے ہیں، جن میں ارادت، توبہ، مجاہدہ، تواضع، توکل، صبروشکر، مراقبہ، استقامت، اخلاص، صدق، حیاء اور محبت وشوق وغیرہ جیسے اوصاف کا خصوصی تذکرہ ہے۔ ایک اور رسالہ اسی موضوع پر ''من خواص اہل باطن'' کے نام سے ہے۔ اس کے علاوہ توبہ کے موضوع پر ایک مستقل رسالہ ''رسالۃ التوحید'' کے عنوان سے ہے، جس میں توبہ کی تعریف اور اس کی بنیادی شرائط کا بیان ہے۔''**فالتّوبة هی الرجوع من المخالفة الی الموافقة وشرائطه ثلاثة اشیاء: النّدم والاعتذار والاقلاع، الاوّل وظیفة الجنان والثانی ورد اللسان والثالث کف الجوارح عن العصیان**''

توبہ مخالفت سے موافقت کی طرف لوٹنے کا نام ہے۔ اسکی تین شرطیں ہیں: ندامت، معذرت اور گناہوں سے رک جانا، پہلا عمل قلب کا ہے، دوسرا زبان کا اور تیسرا اعضاء رئیسہ کا۔''

توحید باری کے اثبات وایضاح کے سلسلے میں ایک اہم رسالہ (اسرار النطقہ) کے نام سے موجود ہے، جس کا فارسی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اسکا آغاز مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتا ہے:

الحمد للّٰه الّذی ظهر بما شاء بمشیته الازلیة واستتر ممن شاء عزّته الرصدیة و جعل خصائص النقطة بقدرتهٖ آیةً دلت علی حقائق أحدیته الغیبة واطلع طوالع حقائقها من عالم الرقم عکسوا بسون تجلیاته الذّاتیة وتنزلات آیاته القدسیّه"

رسالہ" **العوالم الخمس الکلیه** " معرفت نفس کے موضوع پر ایک اہم رسالہ ہے۔ تصوف اور اصول کے موضوع پر آپ کے اور عربی رسالے'' الواردات الغیبة و اللطائف القدسیه'' جسے آپ نے سلطان محمد بہرام شاہ بن سلطان خاں حاکم بلخ وبدخشاں کی فرمائش پر تحریر فرمایا تھا، رسالہ سیر الطالبین، رسالہ نوریہ، رسالہ معاش السالکین اور رسالہ کشف الحقائق کے نام سے موسوم ہیں۔

آپ کا ایک اور مشہور رسالہ'' الخواطریه'' ہے جو ایمان وعمل کے اعتبار سے کمزور قلوب پر شیطانی قوتوں کے اثرات سے متعلق ہے۔ اسکے نسخے، تہران، تاشقند اور انگلستان میں موجود ہیں۔

ذکر اور اوراد کے موضوع پر آپکے جو عربی رسائل ہیں، ان میں رسالہ ''اورادفتحیہ'' آسانی سے مطبوعہ شکل میں دستیاب ہے۔ یہ مسنون دعاؤں پر مشتمل ہے اور کشمیر اور اس کے قرب وجوار میں آج بھی عوام میں بہت مقبول ہے۔ اس رسالہ کے اردو، انگریزی اور کشمیری زبان میں ترجمے بھی دستیاب ہیں۔ نیز اس کے قلمی نسخے بھی مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔

دوسرا رسالہ'' **رسالة الاوراد**'' کے نام سے ہے، جو تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں ذکر اوراد کی فضیلت کا بیان ہے، دوسرا باب طالبان اتصال ذات الٰہی کے لئے اوراد کی ضرورت سے متعلق ہے۔ تیسرے باب میں ذکر اوراد کے لئے اوقات کی تقسیم وتجدید کی گئی ہے، اور اس سلسلہ میں قرآنی آیات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل آیات

واصبر نفسک مع الّذین یدعون ربّھم بالغدوۃ والعشی (سورہ کھف)

فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکرو اللّٰہ قیاماً وقعودا(سورۃ نساء)

وسبح بحمد ربّک قبل طلوع الشمس قبل غروبھا وآناء اللیل (سورۃ طٰہٰ)

آپ کا شعری ذوق، سلیقہ اور مرتبہ مکمل طور پر آپکے فارسی کلام میں نمایاں ہے، البتہ تذکرہ نگاروں نے آپ کے آثار کے ضمن میں ایسی کسی چیز کی طرف رہنمائی نہیں کی، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے عربی شاعری کے میدان میں بھی طبع آزمائی کی ہے، لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ زبان پر ان کی قدرت کے پیش نظر عربی میں بھی انہوں نے ضرور کچھ عارفانہ اشعار کہے ہوں گے، جو قلمبند نہیں کئے جا سکے۔

بہر حال عربی ادب سے ان کی دلچسپی کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ انہوں نے کچھ عربی قصائد کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے، جن میں ابوعبداللہ شرف الدین البوصیری کا مشہور قصیدہ ''البردہ'' شامل ہے جو حضورؐ کی مدح میں ہے اور ایک خاص واقعہ سے متعلق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ 'البوصیری' پر فالج کا حملہ ہوگیا۔ ایک شب اسے حضورؐ پاک کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی، اس طرح کہ آپؐ اس کے جسم پر اپنا دست مبارک پھیر رہے ہیں۔ شاعر جب خواب سے بیدار ہوا تو اس نے محسوس کیا کہ اسکی بیماری مکمل طور پر غائب ہوچکی ہے۔ اس بنا پر اس قصیدہ کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور مختلف زبانوں میں اس کی متعدد شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔

اسی طرح آپ کا ایک اور رسالہ ''مسارب الاذواق'' کے نام سے بہت مشہور ہوا، جو پانچویں

صدی کے معروف شاعر ابوحفص ابن فارض کے قصیدۂ جیمیہ کی شرح ہے، اس کے قلمی نسخے آسانی سے دستیاب ہیں۔ ڈاکٹر احمد ریاض نے اسے مجلّہ فرہنگ ایران میں شائع کرنے کے علاوہ اسے اپنی کتاب 'احوال وآثار اشعار میر سید علی ہمدانی، میں بھی شامل کیا ہے۔

اس شرح میں الفاظ کی لغوی اور نحوی صرفی تحقیق کے علاوہ مضامین کی وضاحت میں جس بسط وتفصیل سے کام لیا گیا ہے، وہ عربی زبان وادب پر گہرا عبور رکھنے والے شخص کا ہی کام ہوسکتا ہے۔ بعض اشعار کی تشریح تو کئی کئی صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا عربی رسائل کی تحریریں یقیناً ایک ایسے عالم کی ہیں، جسے زبان وبیان پر پوری قدرت اور فصیح وبلیغ تعبیرات کے تقاضوں کا پورا علم ہے۔ مضامین کے اعتبار سے یہ تحریریں میر سید علی ہمدانی کی فارسی تحریروں سے مکمل مماثلت رکھتی ہیں اور ان میں ادب کے بنیادی عناصر اخلاص، صدق، جذبہ اور واقعیت بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ان خصوصیات کی بنا پر ان کی ان تحریروں کو ادب اسلامی کے شہ پاروں میں جگہ دے سکتے ہیں۔ان شہ پاروں کو مطبوعہ شکل میں محفوظ کرنے کی ضرورت ہے، جس کی طرف اب تک خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی ہے۔

حوالے:

۱- دانشگاہ بوعلی سینا، ہمدان

۲- طیور کے قلب جیسا ہونے سے اشارہ غالبا ضعف قلب اور ضعف ایمان ویقین کی طرف ہے۔

۳- مرنے سے قبل (خدا کی راہ میں) فنا ہوجاؤ۔